فرشتے طالب علم کے لیے پر بچھاتے ہیں، کیا یہ حدیث ہے اور اس کی شرح کیا ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ علم کے فضائل بیان کرتے ہوئے ایک حدیث پاک بیان کی جاتی ہے کہ "طالبِ علم دین کے لیے فرشتے اپنے پَر بچھاتے ہیں۔" تو کیا یہ روایت درست ہے؟ اگر درست ہے تو پھر فرشتوں کا پَر بچھانا حقیقت میں ہوتا ہے یا اس سے کچھ اور مراد ہے؟ رہنمائی فرمادیں۔ سائل: مبشر (اوکاڑہ)

جواب

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سوال میں بیان کردہ حدیث مبارک درست ہے اور کئی معتبر و مستند کتبِ احادیث میں یہ روایت موجود ہے۔

چنانچہ سنن ابی داوٗد، ابن ماجہ، مسند امام احمد، سنن دارمی وغیرہ کتبِ احادیث میں یہ حدیث موجود ہے:

واللفظ لابی داؤد: "عن كثير بن قيس، قال: «كنت جالسا مع أبي الدرداء في مسجد دمشق فجاءه رجل، فقال: يا أبا الدرداء، إني جئتك من مدينة الرسول صلى الله عليه وسلم لحديث بلغني أنك تحدثه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ما جئت لحاجة، قال: فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من سلك طريقا يطلب فيه علما، سلك الله به طريقا من طرق الجنة، وإن الملائكة لتضع أجنحتها رضا لطالب العلم وإن العالم ليستغفر له من في السماوات والأرض والحيتان في جوف الماء، وإن فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب، وإن العلماء ورثة الأنبياء، وإن الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما ورثوا العلم، فمن أخذه أخذ بحظ وافر"

ترجمہ: حضرت کثیر بن قیس روایت کرتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے ابودرداء میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر (مدینہ شریف) سے آیا ہوں ایک حدیث مبارکہ کے لیے کہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ حدیث آپ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، اس کے علاوہ اور کسی حاجت کے لیے نہیں آیا، تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جو شخص علم حاصل کرنے کے راستے پر چلتا ہے، اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ **فرشتے علم حاصل کرنے والے کے لیے خوشی سے اپنے پر بچھا دیتے ہیں**، اور آسمان و زمین کی ہر چیز حتی کہ پانی میں موجود مچھلیاں بھی اس کے لیے استغفار کرتی ہیں۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں، اور انبیاء نے درہم و دینار کا ورثہ نہیں چھوڑا بلکہ علم کا ورثہ چھوڑا ہے، پس جس نے علم حاصل کیا اس نے بہت بڑی دولت حاصل کی۔ (سنن ابی داوٗد، جلد03، الحدیث 3641، المکتبۃ

العصریۃ، بیروت)

فرشتوں کے پر بچھانے سے مراد کیا ہے؟

مرقومہ بالاحدیث مبارکہ کے اس جزء "**فرشتے علم حاصل کرنے والے کے لیے خوشی سے اپنے پر بچھادیتے ہیں**" میں پر بچھانے کے متعلق شارحینِ حدیث علماء کرام علیہم الرضوان نے کئی معانی بیان فرمائے ہیں:

(1)۔۔۔ فرشتوں کے پر بچھانے سے مراد حقیقتاً پَر بچھانا ہے، تاکہ جب طالب علم چلے تو وہ پَر اس کے لیے فرش بن جائیں، اگرچہ طالب علم کو پَر نظر نہیں آتے۔

(2)۔۔۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ فرشتے **اُڑنا بند کر کے** نیچے آجاتے ہیں، تاکہ **ذکر** (علم) سنیں۔

(3)۔۔۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ فرشتے عاجزی اور انکساری کے طور پر، طالب علم کے حق کی **عظمت** اور علم کی **محبت** کی وجہ سے اپنے پَر بچھادیتے ہیں۔

(4)۔۔۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ طالب علم کی مدد کرتے ہیں، اور علم کی طلب میں **آسانی** پیدا کرتے ہیں۔

(5)۔۔۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ فرشتے **نرمی، فرمانبرداری اور مہربانی** کے ساتھ اس پر جھکتے ہیں اور اس پر **رحمت و شفقت** کا سایہ کرتے ہیں۔

(6)۔۔۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ قیامت والے دن فرشتے طالب علم کے قدموں کے نیچے اپنے پَر بچھادیں گے۔

جزئیات:

علامہ محمد بن عبد الھادی نور الدین السندی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

"یحتمل أن یکون علی حقیقته وإن لم یشاهد أي لم تضعها لتکون وطاء له إذا مشی أو تکف أجنحتها عن الطیران وتنزل لسماع العلم"

ترجمہ: (فرشتوں کے پر بچھانے میں) یہ بھی احتمال ہے کہ **ان کا پر بچھانا حقیقی معنی میں ہو**، اگرچہ انہیں دیکھا نہ جائے۔ یعنی فرشتے واقعی اپنے پر اس لیے بچھاتے ہیں تاکہ وہ **طالب علم کے لیے فرش بن جائیں** جب وہ چلے یا اپنے پروں کو اڑنے سے **روک دیں اور نیچے آجائیں تاکہ علم سنیں**۔ (حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ، جلد 01، صفحہ 97، دار الجیل، بیروت)

علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1014ھ/1605ء) لکھتے ہیں:

"قیل: معناه أنها تتواضع لطالبه توقیر العلمه کقوله تعالی: {**واخفض لهما جناح الذل من الرحمة**} [الإسراء:24] أي: تواضع لهما، أو المراد الکف عن الطیران والنزول للذکر۔۔۔ أو معناه المعونة وتیسیر المؤنة بالسعي في طلبه أو المراد تلیین الجانب والانقیاد والفيء علیه بالرحمة والانعطاف"

ترجمہ: یہ بھی کہا گیا کہ: اس سے مراد یہ ہے کہ فرشتے **طالب علم کے لیے عاجزی اختیار کرتے ہیں**، اس کے علم کی **تعظیم** کے طور پر،

جیساکہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا : اوران کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے ، یعنی ان دونوں کے لیے عاجزی کرتے ہوئے ، یا اس سے مراد یہ ہے کہ فرشتے **اڑنا ترک کردیتے** ہیں اور ذکر (علم) کے لیے نیچے اتر **آتے ہیں یا اس سے مراد یہ ہے کہ فرشتے طالب علم کی مدد** کرتے ہیں اور **طلبِ علم کی دشواریوں کو آسان** کردیتے ہیں یا اس سے مراد یہ ہے کہ فرشتے **نرمی، فرمانبرداری اور مہربانی** کے ساتھ اس پر جھکتے ہیں اور اس پر **رحمت و شفقت** کا سایہ کرتے ہیں۔ (المرقاۃ المفاتیح، جلد01، صفحہ296، دار الفکر، بیروت)

مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 1391ھ/1971ء) لکھتے ہیں : "ظاہر یہ ہے کہ یہاں حقیقی معنی ہی مراد ہیں کہ جب طالب علم علم میں مشغول ہوتا ہے، تو اس کا کلام سننے کے لیئے ملائکہ نیچے اتر آتے ہیں اور گفتگو سنتے ہیں جیسا تلاوت قرآن کے موقع پر یا **قیامت میں طالب علم کے قدموں کے نیچے فرشتے اپنے پر بچھائیں گے** یا مطلب یہ ہے کہ طالب علم کے لیئے ملائکہ نیازمندی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کی مشقتوں کو آسان کرتے ہیں۔ رب تعالٰی فرماتا ہے : "وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ"۔" (مراۃ المناجیح، جلد01، صفحہ185، حسن پبلیشر، لاہور)

نوٹ : اسی طرح کے معانی علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے **"مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داوٗد"** میں، علامہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے **"لمعات التنقیح"** میں اور علامہ ابن رسلان مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے **"شرح سنن ابی داود لابن رسلان"** میں بیان فرمائے ہیں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر : OKR-0121

تاریخ اجراء : 26ربیع الثانی1447ھ/20اکتوبر2025ء